سوال

میں آپ کے سامنے اپنا قصہ اور پر مشکل پیش کرنا چاہتا ہوں امید ہے آپ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے مجھے جواب دیں گے : ایک برس قبل دوران تعلیم میرا ایک بااخلاق لڑکی سے تعارف ہوا اور تعلیم مکمل کرنے کے بعد ہم نے شادی کرنے کا وعدہ بھی کیا، لیکن ایک دن مجھے علم ہوا کہ اس کی ایک ایسے شخص کے ساتھ منگنی ہوگئی ہے جسے وہ جانتی تک نہیں، اور اس کے چچا اس شادی پر موافق ہیں، بلکہ اس نے اس آدمی کے ساتھ اس کی شادی کرنے کا وعدہ بھی کرلیا ہے، حالانکہ لڑکی کا والد اور بھائی موجود ہیں باپ خاموش رہا اور اس نے کوئی بات نہیں کی، حالانکہ وہ اور اس کی بیٹی دونوں ہی اس شادی پر موافق نہیں، ان کے گھر میں چچا کی بات چلتی ہے کیونکہ وہی خاندان میں بڑی عمر کا ہے، طویل جھگڑے کے بعد چچا نے جبرا اسے نکاح پر مجبور کردیا حالانکہ وہ کنواری ہے اور ایک ماہ گزرنے کے بعد علم ہوا کہ اس کا خاوند شراب نوشی کرتا ہے، اور اکثر گھر آتا ہے تو نشہ کی حالت میں اور بیوی کو زدکوب کرتا اور گالیاں نکالتا ہے، اور مکمل طور پر اسلامی احکام پر عمل نہیں کرتا حالانکہ میں الحمدللہ دین پر عمل کرنے والا ہوں، حتی کہ میں نے اس کو کہا تھا اگر میں نے تجھ سے شادی کی تو تم پردہ کروگی، اور میں نے عورت کے سارے فرائض بھی اسے بتائے تو وہ اس پر راضی تھی، اس لڑکی کا بڑا بھائی سفر پر گیا ہوا تھا جب وہ سفر سے واپس آیا تو اسے علم ہوا کہ اس کی بہن کی جبرا شادی کردی گئی ہے، اور اس کا بہنوئی شراب نوشی کرتا اور بہن کو زدکوب کرتا ہے، تو وہ اپنی بہن کو گھر لے آیا اسے طلاق تو نہیں ہوئی لیکن وہ والدین کے گھر میں ہے. پہلا سوال یہ ہے کہ : کیا اس لڑکی کی اجازت کے بغیر یہ نکاح صحیح شمار ہوگا ؟ اور کیا باپ اور بھائی کے ہوتے ہوئے چچا کو بھتیجی کی شادی کرنے کا حق حاصل تھا ؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ : اگر اس سے طلاق طلب کی جائے تو وہ طلاق نہیں دے گا، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں، اب جبکہ بھائی اسے گھر لے آیا ہے اور خاوند طلاق دینے سے انکار کردے تو کیا قاضی یا امام کے لیے اسے طلاق دینا جائز ہے ؟ اور کیا اسلام میں دین کی برابری نہیں ہے، کیا میں اس لڑکی کا زیادہ حقدار نہیں جبکہ اب میں اسلامی یونیورسٹی کا طالب علم ہوں ؟

جواب

الحمد للہ

اول :

کسی بھی عورت کو ایسے شخص سے شادی کرنے پر مجبور کرنا جائز نہیں جس سے وہ شادی نہ کرنا چاہتی ہو؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

" ایم (طلاق یافتہ یا بیوی) عورت ولی سے زیادہ اپنے آپ کی حقدار ہے، اور کنواری سے اس کی بارہ میں اجازت طلب کی جائیگی اور اس کی اجازت اس کی خاموشی ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1421).

اور ایک حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

" شادی شدہ عورت سے مشورہ کیے بغیر اس کی شادی نہیں کی جائیگی، اور کنواری عورت کی شادی اس کی اجازت کے بغیر نہیں کی جائیگی "

صحابہ نے عرض کیا : اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم : اس کی اجازت کیسے ہوگی ؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" وہ خاموش ہوجائے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (4843) صحیح مسلم حدیث نمبر (1419).

اگر اس کی رضامندی کے بغیر شادی کردی جائے تو راجح قول کے مطابق وہ نکاح صحیح نہیں ہوگا، اور جب اس کی شادی مناسب رشتہ اور کفوء سے نہ کی گئی ہو تو بالاولی صحیح نہیں

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"جب اس کی غیر کفوء میں شادی کردی جائے تو اس کا نکاح باطل ہے، یہ امام احمد کی ایک روایت ہے، اور امام شافعی کا ایک قول بھی یہی ہے، کیونکہ کفوء کے بغیر اس کی شادی کرنا جائز نہیں، اس لیے وہ باقی حرام نکاحوں کی طرح صحیح نہیں ہوگا

اور اس لیے بھی کہ ولی نے اپنی ولایت میں عورت کا نکاح ایسا نکاح کیا ہے جس میں اسے اس عورت کی اجازت کے بغیر کوئی حق حاصل نہ تھا، اس لیے وہ صحیح نہیں ہوگا، بالکل اسی طرح جس طرح اس کی جائداد بغیر کسی ضرورت کی فروخت کردی جائے، یا پھر اس جیسی قیمت کے بغیر اسے فروخت کردیا جائے

اور اس لیے بھی کہ وہ شرعا اس کا نائب ہے، لہذا جس میں اس کا کوئی حصہ نہیں اس میں اسے تصرف کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں جیسا کہ وکیل ہو" انتہی

دیکھیں: المغنی (31/7).

اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے:

خنساء بنت خذام الانصاریہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتی ہیں کہ:

"ان کے والد نے ان کی شادی کردی اور وہ ثیب (طلاق یافتہ یا بیوی تھیں) تھیں، تو اس نے اسے ناپسند کیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نکاح کو رد کردیا"

صحیح بخاری حدیث نمبر (4845).

اور ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

"ایک کنواری لڑکی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور بیان کرنے لگی کہ اس کے والد نے اس کی شادی کردی ہے اور وہ مکرہ تھی، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اختیار دے دیا"

سنن ابوداود حدیث نمبر (2096) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"لیکن اس مسئلہ میں راجح قول یہ ہے کہ:

والد اور کسی دوسرے کے لیے جائز نہیں کہ وہ عورت کو کسی ایسے شخص کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور کرے جس سے وہ شادی نہیں کرنا چاہتی اگرچہ وہ کفوء بھی ہو، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"کنواری عورت کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہیں کیا جائیگا"

اور یہ عام ہے، اس میں کسی بھی ولی کو مستثنی نہیں کیا گیا، بلکہ صحیح مسلم میں وارد ہے کہ :

"کنواری عورت سے اس کا والد اجازت لے گا"

تو یہ کنواری اور باپ دونوں کے متعلق نص ہے، اور یہ نص محل نزاع میں ہے اس لیے اس کی طرف جانا ضروری ہے، اس بنا پر کسی بھی شخص کا اپنی بیٹی سے کسی ایسے شخص کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور کرنا جس سے وہ شادی نہیں کرنا چاہتی حرام ہے، اور حرام نہ تو صحیح ہوتا ہے اور نہ ہی نافذ کیونکہ اس کو صحیح کہنا اور اسے نافذ کرنا اس کی مخالف ہے جس کی نہی وارد ہے

اور شرع نے جس سے منع کیا ہے، تو شریعت امت سے یہ چاہتی ہے کہ وہ کام میں نہ پڑے اور نہ ہی ایسا عمل کرے، جب ہم اسے صحیح قرار دیں تو اس کا یہ معنی ہوا کہ ہم اس میں پڑ چکے ہیں، اور اس پر عمل کیا ہے، اور اسے ہم نے ان عہد میں شامل کر دیا جو شریعت نے مباح کیا ہے، اور یہ نہیں ہو سکتا

اس راجح قول کی بنا پر آپ کے والد کا اپنی بیٹی کی شادی ایسے شخص سے کرنا جس کو وہ نہیں چاہتی تھی یہ شادی فاسد ہے، اور فاسد عقد نکاح کے بارہ میں عدالت کو ہی دیکھنا چاہیے" انتہی

ماخوذ از نور علی الدرب

اس بنا پر اس لڑکی کو شرعی عدالت سے رجوع کرنا چاہیے اور عدالت سے فسخ نکاح کا مطالبہ کرے؛ کیونکہ وہ ابتدا سے ہی اس خاوند پر راضی نہیں، اور پھر اس کی معاشرت بھی خراب ہے اور زدوکوب بھی کرتا ہے

دوم :

عورت کی شادی کرنے کا سب سے زیادہ حقدار اس کا باپ اور پھر اس کے بعد دادا ہے چاہے اوپر پڑدادا بھی ہو، پھر اس کا سگا بھائی پھر باپ کی جانب سے بھائی، پھر ان کے بیٹے، اور یہ سب چچا پر مقدم ہونگے، اور قریبی کی موجودگی میں چچا کی طرح دور والا ولی نہیں بن سکتا

سوم :

جب نکاح قائم ہے اور فسخ نہیں ہوا، تو آپ کے لیے اس عورت کو رشتہ کا پیغام دینا جائز نہیں، اور جب نکاح فسخ ہو جائے اور اس کی عدت ختم ہو جائے تو آپ کے لیے اس کے ولی سے اس کا رشتہ طلب کرنا جائز ہو گا

چہارم :

اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے اس سے معلوم ہوا کہ عورت راضی نہ ہو تو بعض اہل علم کے ہاں نکاح صحیح نہیں، اور کچھ علماء کہتے ہیں کہ یہ عورت کی اجازت پر موقوف ہے، اس بنا پر اگر عورت خاوند کے ساتھ نہ رہنا چاہتی ہو، تو قاضی اسے طلاق دے دیگا، اور اس میں خاوند کی رائے کی نہیں دیکھے گا

اور اسی طرح جب قاضی کے ثابت ہو جائے کہ خاوند کے فسق اور اس کے برے معاملہ کی بنا پر عورت کو نقصان ہو تو قاضی طلاق دے گا

اور اگر اس علاقے اور ملک میں قاضی نہ ہو تو اس طرح کا شخص اسے طلاق دے گا، اور اس عورت کے لیے ممکن ہے کہ وہ اپنے خاوند سے خلع حاصل کر لے، اور کچھ دے کر اپنی جان چھڑا لے چاہے اس کے لیے اسے اپنا سارا حق ہی چھوڑنا پڑے یا کچھ حق، تا کہ وہ اس خاوند سے اپنے آپ اور اپنے دین کو محفوظ رکھ سکے

پنجم :

کفؤ نکاح میں معتبر ہے، جوکہ دینی کفؤ ہے، اس لیے مسلمان عورت کا کافر مرد کے ساتھ نکاح نہیں کیا جائیگا، اور نہ ہی فاسق مرد کا کسی عفیفہ عورت سے

زاد المستقنع میں ہے :

"اگر باپ نے عفیفہ بیٹی کا نکاح کسی فاجر شخص کے ساتھ کر دیا تو جو عورت یا ولی راضی نہ ہو تو اسے فسخ کا حق حاصل ہے " انتہی مختصرا

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے یہ راجح قرار دیا ہے کہ اولیاء کو مکمل طور پر نکاح فسخ کرنے کا حق حاصل نہیں، اگر خاوند شراب نوش ہو تو اس حالت میں انہیں نکاح فسخ کرنے کا حق حاصل ہے، کیونکہ اس کا بیوی اور اولاد کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہے

شیخ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"جب یہ علم ہو جائے کہ یہ خاوند شراب نوشی کرتا ہے تو دور کے ولی کے لیے نکاح فسخ کرنے کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہے " انتہی

دیکھیں : الشرح الممتع (105/12).

یہاں ایک تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ : آپ اس عورت کے اجنبی اور غیر محرم ہیں اس لیے آپ کا اس سے ٹیلی فون پر رابطہ کرنا اور اس کے ساتھ شادی کے بارہ میں بات چیت کرنا جائز نہیں، تا کہ فتنہ و فساد کے اسباب سے دور رہا جائے اور اس کا باب بند کیا جائے

واللہ اعلم.